تعزیراتِ اسلام

مولانا بشیر احمد صاحب قاضی۔ باغ۔ آزاد کشمیر

(۱۹)

تشریح ۳

امام ابو حنیفہؒ دیت کاملہ کے بیسویں حصہ سے کم کی دیت عاقلہ پر لازم نہیں کرتے بلکہ ان کے نزدیک یہ مجرم خود ادا کرے گا۔[۱]

امام احمدؒ کے نزدیک دیت کاملہ کے تیسرے حصے سے کم کی دیت عاقلہ پر واجب نہ ہوگی یہی موقف امام مالکؒ اور دیگر حضرات کا ہے۔ اور امام شافعیؒ کا موقف صحیح قول کی بنا پر یہ ہے کہ دیت خواہ قلیل ہو یا کثیر، عاقلہ برداشت کرے گی۔ وہ عقلی دلیل یہ دیتے ہیں کہ عاقلہ اگر کثیر دیت کو برداشت کرتی ہے تو قلیل کو بھی وہی برداشت کرے گی۔[۲]

امام احمدؒ کی دلیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ہے یعنی یہ کہ عاقلہ پر اسی صورت میں دیت لازم ہوگی جبکہ وہ مامومہ (وہ زخم جو دماغ تک پہنچ جائے) کی دیت کے برابر پہنچ جائے۔ ان کی دوسری دلیل عقلی ہے۔ یعنی یہ کہ اصل میں ہونا یہ چاہیے تھا کہ جس طرح تمام متلفات (تلف شدہ اشیاء) کی ضمان خود مجرم پر واجب الادا ہوتی ہے۔ اسی طرح اس صورت میں بھی ضمانِ دیت مجرم پر ہی لازم ہونی چاہیے

---

[۱] البدائع ص ۲۵۵

[۲] المغنی جلد ۸ ص ۵۰۵ ، ۵۰۶

تھی لیکن اس اصل کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دیت کاملہ کا ثلث اور اس سے زائد، عاقلہ پر واجب کی گئی ہے اس لیے کہ ثلث کی مقدار بھاری بوجھ ہے جو مجرم برداشت نہیں کر سکتا۔ لہٰذا اس سے تخفیف کر کے عاقلہ پر واجب کی گئی۔ وہ فرماتے ہیں کہ ثلث کا بھاری اور کثیر ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "الثلث کثیر" سے واضح ہے۔ البتہ اس سے کم دیت عاقلہ پر واجب نہ ہوگی بلکہ خود مجرم ادا کرے گا کیونکہ یہ قابلِ برداشت مقدار ہے۔[1]

امام ابوحنیفہؒ ابوداؤد کی روایت سے استدلال کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنین کے بدلہ میں "غرّۃ" یعنی جنین کی دیت کا فیصلہ کیا اور اس کی ادائیگی مجرم کی عاقلہ پر لازم کی۔ اس حدیث پر اگرچہ ابوداؤد نے سکوت اختیار کیا ہے مگر امام ترمذیؒ نے اس کو حدیثٌ حسنٌ صحیحٌ کہا ہے[2] اور غرّۃ چونکہ مرد کی دیت کاملہ کا بیسواں حصہ ہے اور عورت کی دیت کا دسواں حصہ ہے، جس سے معلوم ہوا کہ تیسرے حصے سے کم کی دیت بھی عاقلہ پر لازم کرنا شریعت کے خلاف نہیں ہے، البتہ بیسویں حصے سے کم عاقلہ پر عائد نہیں کی جائے گی اس لیے کہ حدیث میں جن جن صورتوں میں دیت عاقلہ پر نہ ڈالنے کی وضاحت کی گئی ہے اُن میں "ولا ما دون ارش الموضحۃ"[3] کا ذکر بھی کیا گیا ہے یعنی موضحہ سے کم کا تاوان عاقلہ پر نہ ہوگا۔

امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ موضحہ، چہرے اور سر میں زخم ہے جس پر دیت کا بیسواں حصہ واجب ہوتا ہے[4] اور موضحہ سے کم میں دیت مقدرہ نہیں ہے، چنانچہ "عن الحسن وعمر بن عبدالعزیز ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یقض فیما دون الموضحہ بشئ" یعنی حضرت حسن اور عمر بن عبدالعزیز رحمہما اللہ تعالیٰ نقل فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موضحہ سے کم کسی چیز (مقدار) کے تعین کا فیصلہ نہیں فرمایا۔

---

[1] المغنی جلد ۹ ص ۵۰۶

[2] کذا فی الذیلعی بحوالہ اعلاء السنن جلد ۱۸ ص ۱۹۴

[3] البدائع جلد ۷ ص ۲۵۵

[4] موطأ امام محمد۔

مذکورہ تشریح سے معلوم ہوا کہ کم از کم دیت مقدرہ، دیت کاملہ کا بیسواں حصہ ہے اس حد تک دیت عاقلہ پر واجب ہوگی - اور اس سے نیچے دیت متعین نہیں ہے، لہٰذا اس درجہ میں حکومتِ عدل لازم ہوگی اور یہ خفیف تاوان ہے جس کو مجرم خود برداشت کرسکتا ہے۔ لہٰذا بیسویں حصے سے کم تاوان کو عاقلہ پر لازم نہیں کیا جائے گا۔

اور حدیث میں جو ثلث کے کثیر ہونے کا ذکر ہے اس کا تعلق وصیت کے باب سے ہے دیت سے نہیں۔ کیونکہ اس کا تعلق اگر دیت سے ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثلث تک دیت عاقلہ پر واجب کرتے اور اس سے نیچے خود مجرم پر عائد کرتے۔ حالانکہ اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ جنین کی دیت جو ثلث سے یقیناً کم تھی، عاقلہ پر لازم کی گئی - اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ درحقیقت ان کا اجتہاد ہے جو حدیث کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔[1]

قتلِ عمد کی دیت | دفعہ ۲۶

ا - قتلِ عمد کی دیت وہی ہوگی جو شبہ عمد کی ہے البتہ قتلِ عمد کی دیت عاقلہ پر نہ ہوگی بلکہ خود مجرم پر واجب الادا ہوگی - اِلّا یہ کہ عاقلہ اپنی خوشی سے ادا کرے۔[2]

ب - دیت کو مقتول کے ورثاء کے درمیان میراث کے قانون کے تحت تقسیم کیا جائے گا۔

قتلِ عمد میں دیت کے وجوہِ وجوب | تشریح ۱

قتلِ عمد کی اصل سزا تو قصاص ہے لیکن قصاص کے لیے ضروری ہے کہ جرم کا ثبوت بدوں شک و شبہ ہو۔ اگر جرم شک کی وجہ سے موجب دیت ہو جائے تو دیت قاتل پر واجب الادا قرار دی جائے گی۔

مثلاً مندرجہ ذیل صورتوں میں بجائے قصاص کے دیت واجب ہوگی۔

ا - باپ یا دادا یا اور اصل کا کوئی آدمی اپنے بیٹے یا پوتے یا نیچے اپنی فرع میں سے کسی کو قتل کردے تو قصاص ساقط ہوگا اور مجرم پر دیت اپنے مال سے واجب الادا ہوگی۔[3]

---

[1] مزید تفصیل دیکھیے، اعلاء السنن جلد ۱۸ ص ۱۹۵ باب دیت الجنین۔

[2] الدر المختار جلد ۵ ص ۳۶۳

[3] تفصیل کے لیے دیکھیے مضمون ہذا، دفعہ ۳ تشریح ۵ بہ عنوانِ قصاص

۲- عامد کے ساتھ خاطی قتل میں شریک ہو جائے۔[1]

۳- ان جملہ صورتوں میں شبہ کی وجہ سے قصاص کے بجائے دیت واجب ہو گی۔ جن کا ذکر قصاص کے باب میں دفعہ ۳ اور تشریح ۲ میں ہو چکا ہے۔

۴۔ مقتول کے ورثا میں سے بعض بجائے قصاص کے دیت کا مطالبہ کریں اور بعض قصاص کا تو قصاص ساقط ہو گا اور دیت واجب ہو گی۔ اسی طرح اگر بعض قصاص معاف کریں یا صلح کریں تو بھی قصاص ساقط ہو گا اور دیت واجب ہو گی۔ البتہ معاف نہ کرنے والوں کو سب دیت نہ ملے گی، بلکہ اُن کے حصے کی ملے گی۔[2]

خلاصہ یہ ہے کہ قصاص کی سزا اسی صورت میں دی جائے گی جب کہ کوئی شبہ موجود نہ ہو۔

تشریح ۲

قتل عمد میں دیت صرف مجرم پر عائد ہو گی۔ عاقلہ پر نہ ہو گی۔ اگر جرم میں عامد اور خاطی یا غیر مکلف شریک ہوں تو عامد پر اپنے مال سے دیت واجب الاداء ہو گی۔ اور دوسروں کی دیت ان کی عاقلہ پر ہو گی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ "قصداً قتل کرنے کی دیت عاقلہ پر نہیں ہے۔ نہ تو صلح اور اعتراف کی صورت میں اور نہ غلام کے قصور کی دیت عاقلہ پر آتی ہے۔[3]" اس سے معلوم ہوا کہ عامد کی دیت اس کے اپنے مال سے واجب الادا ہو گی۔

تشریح ۳

مجنون اور صغیر کا عمد

۱۔ مجنون اور صبی کا جرم قتل اگر عمداً بھی واقع ہو تو بھی احناف کے نزدیک اس کو خطا پر محمول کیا جائے گا۔ اور دیت اُن کی عاقلہ پر لازم کی جائے گی۔ امام شافعیؒ ان کے عمد کو عمد ہی

---

[1] رد المحتار جلد ۵ ص ۳۵۵

[2] البدائع جلد ۷ ص ۲۴۷

[3] موطا امام محمد دیۃ العمد

شمار کرتے ہیں، البتہ غیر مکلف ہونے کی وجہ سے اُن سے قصاص کو ساقط کرتے ہیں اور دیت کو اُن کے مال سے واجب الادا قرار دیتے ہیں[۱]۔

ب۔ غیر مکلف اور مکلف کے مشترکہ فعل کے حکم میں.....؟

ان حضرات کا یہ اختلاف ایک دوسرے مسئلہ میں بھی ظاہر ہوتا ہے۔ یعنی یہ کہ شرکائے قتل میں اگر نابالغ یا مجنون میں سے کوئی ہو تو امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ قصاص ساقط ہوگا۔ اور ایک ہی دیت سب شرکائے قتل پہ واجب الادا ہوگی جسے بالغ اور عاقل اپنے مال سے ادا کریں گے۔ اور نابالغ اور مجنون کی جانب سے اس کی عاقلہ ادا کرے گی۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں بالغ عقلاء پہ قصاص واجب ہوگا۔ اور صبی اور مجنون اپنے اپنے حصہ کی دیت خود ادا کریں گے اور اُن پہ قصاص واجب نہ ہوگا، اس لیے کہ یہ غیر مکلف ہیں، اور ان سے قصاص کا سقوط بالغ عقلاء سے قصاص کے سقوط کو مستلزم نہیں ہے کیونکہ یہ مکلف ہیں۔ وہ مثال یہ دیتے ہیں کہ اگر دو آدمی مل کر ایک شخص کو قتل کر دیں اور مقتول کا وارث قتل کرنے والوں میں سے ایک کو اگر معاف کر دے تو دوسرے سے قصاص ساقط نہ ہوگا، بلکہ اس کو قصاص میں قتل کیا جائے گا[۲]۔

علمائے احنافؒ فرماتے ہیں کہ مجنون اور نابالغ کا عمد نہیں ہوتا۔ یہی صفت اُن کے غیر مکلف ہونے کی علت ہے۔ اور امام موصوفؒ ایک طرف اُن کے فعل کو عمد مانتے ہیں اور دوسری طرف ان کو غیر مکلف بھی تسلیم کرتے ہیں تو اس طرح سے وہ اپنی دیوار کو خود ہی منہدم کر دیتے ہیں۔

امام موصوف رحمۃ اللہ کا منشا درحقیقت یہ ہے کہ صغیر اور مجنون فعل کو جانتے ہیں اور اس کا قصد کرتے ہیں اور جو فعل علم و قصد سے صادر ہو وہ عمد ہوتا ہے لہٰذا صغیر اور مجنون کا فعل عمد ہے۔

---

[۱] ہدایہ جلد ۴ ص ۵۹۸

[۲] الام۔ بحوالہ اعلاء السنن جلد ۱۸ ص ۱۲۱

لیکن اگر محض علم وقصد کو عمد کہا جائے تو جانور کے فعل کو بھی عمد کہنا پڑے گا۔ اس لیے کہ اس کا فعل بھی علم وقصد سے واقع ہوتا ہے۔ حالانکہ اس کے فعل کو کوئی بھی عمد نہیں کہتا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ درحقیقت عمد کا دارومدار محض علم وقصد پر نہیں ہے بلکہ عمد کا اطلاق حقیقی معنی میں اسی صورت میں ہوگا۔ جب کہ علم وقصد معتد بہ یعنی قابلِ اعتبار بھی ہو۔ لہٰذا جانور کا فعل اگرچہ علم وقصد سے ہی صادر ہوتا ہے۔ مگر اس کے باوجود وہ قابلِ اعتبار نہیں ہوتا۔ اس لیے اس کو عمد نہیں کہا جاتا۔ اسی طرح صغیر اور مجنون کا فعل اگرچہ علم وقصد سے ہی صادر ہوا ہو لیکن اس علم وقصد کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔ اس لیے اُن کے فعل کو عمد نہیں کہا جائے گا۔ اور بالفرض اگر صغیر اور مجنون کے فعل کو عمد تسلیم بھی کیا جائے تو بھی اس سے احناف کے موقف میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس لیے کہ اُن کے نزدیک محض عمد سے قصاص واجب نہیں ہوتا۔ بلکہ عمد ایسا ہونا چاہیے جو موجب قصاص ہو۔ اگر وہ موجبِ قصاص نہ ہو تو شریک پر قصاص واجب نہ ہوگا۔ مثلاً کوئی آدمی اپنے آپ کو قتل کر دے اور ساتھ ہی کسی دوسرے کو بھی قتل میں شریک کرلے تو شریک پر قصاص واجب نہ ہوگا۔ اس مثال میں شریک نے عمداً قتل کیا ہے، مگر اس کے باوجود اس عمد سے قصاص واجب نہ ہوگا۔ کیونکہ اس عمد کے ساتھ مقتول کی اجازت کے ملنے کی وجہ سے عمدِ موجبِ قصاص میں نقصان واقع ہوگیا۔ یا جیسا کہ ایک شخص کو درندہ اور آدمی دونوں مل کر قتل کر دیں تو آدمی پر قصاص واجب نہ ہوگا۔ اور درندہ کے فعل اور صغیر یا مجنون کے فعل میں کوئی فرق نہیں۔ کیونکہ جس طرح کہ درندہ کے علم وقصد کا اعتبار نہیں ہوتا اسی طرح مجنون اور صغیر کے علم وقصد کا اعتبار نہ ہوگا۔ یا جیسا کہ ایک شخص کا ہاتھ "حد" میں کاٹا گیا۔ اتنے میں ایک دوسرے آدمی نے اس کا پاؤں کاٹ دیا۔ پھر مجروح شخص ان زخموں کے سرایت کرنے کی وجہ سے مرگیا تو پاؤں کاٹنے والے پر قصاص واجب نہ ہوگا۔ اس لیے کہ یہاں بھی عمد موجبِ قصاص میں حد کی سزا کی وجہ سے نقصان واقع ہوگیا۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ قصاص کے لیے عمد معتد بہ یعنی قابلِ اعتبار عمد کا ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا مجنون اور صغیر کا عمد قصاص جیسی سزا کے لیے قابلِ اعتبار نہ ہوگا۔ اس لیے ان کی شرکت سے جو قتل وقوع پذیر ہوگا اس سے قصاص واجب نہ ہوگا۔

بات درحقیقت یہ ہے کہ جب دو فعل جمع ہوجائیں اور اُن میں سے ایک موجبِ قصاص ہو اور

دوسرا موجب قصاص نہ ہو تو ایسی صورت میں قصاص ساقط ہو گا ۔ اس لیے کہ دو شخصوں کے فعل کے جمع ہونے کی وجہ سے دو صورتیں پیدا ہوں گی ۔ ایک یہ کہ ان دونوں کے فعل کو الگ الگ شمار کیا جائے جن کا حکم بھی الگ اور مستقل بالذات ہو ۔ دوسری یہ کہ ان دونوں کے فعل کے مجموعہ کو ایک فعل شمار کر کے قصاص کی سزا دی جائے ۔

پہلی صورت تو ممکن نہیں اس لیے کہ اگر دو فعل شمار کیے جائیں تو پھر ایسی صورت میں دونوں افعال کی سزا الگ الگ اور مستقل طور پر دینا لازم ہونا چاہیے ، یعنی جس کا فعل موجب قصاص ہو اس پر قصاص واجب ہونا چاہیے ۔ اور جس کا فعل موجب دیت ہو اس پر پوری دیت واجب کی جائے ۔ مگر ایسا کرنا بالاتفاق باطل ہے ۔ چنانچہ خود امام شافعیؒ کا موقف یہ ہے کہ اگر شریک کا فعل موجب دیت ہو تو وہ پوری دیت ادا نہ کرے گا ۔ بلکہ اپنے حصّہ کی دیت ادا کرے گا ۔

رہی دوسری صورت ، کہ دونوں کے فعل کے مجموعہ پر قصاص کی سزا دی جائے تو یہ بھی صحیح نہیں ہے اس لیے کہ اگر ایک شریک کا فعل موجب قصاص ہوا اور دوسرے کا موجب دیت تو اس طرح کے اشتراک سے فعل کا جو مجموعہ مرتب ہو گا اس کی حیثیت فعل مستقل بالذات کی نہیں ہو گی ۔ اور قصاص کی سزا کے لیے ضروری ہے کہ فعل مستقل بالذات ہو ، چونکہ قصاص قابلِ تجزی چیز نہیں ہے کہ اس کو تقسیم کیا جائے ۔

لہٰذا اب یہی صورت رہ جاتی ہے کہ قصاص کو ساقط کیا جائے اور ایک ہی دیت سب شرکاء پر تقسیم کی جائے ۔ چنانچہ یہی احناف کا موقف ہے ۔

امام احمد بھی صغیر اور مجنون کے فعل کو خطاء پر محمول کر کے شریک سے بھی قصاص کے سقوط کے قائل ہیں ۔ البتہ ان کا احناف کے ساتھ اس بات میں اختلاف ہے کہ بیٹے کو قتل کرنے میں باپ کے شریک پر قصاص واجب ہو گا ۔ اور خود باپ پر دیت واجب ہو گی ۔ جب کہ احناف دونوں پر دیت کے وجوب کے قائل ہیں ۔ امام موصوف کی یہ دلیل عقلی ہے کہ صغیر اور مجنوں کا فعل خطاء ہے اور باپ کا فعل عمد ہے ۔ لہٰذا اُن کی سزا ایک جیسی نہیں ہونی چاہیے ۔

مذکورہ تشریح سے امام موصوفؒ کے موقف کا جواب بھی واضح ہو گیا ۔

اور امام شافعیؒ کا قیاس بھی محل نظر ہے اس لیے کہ جس شخص سے قصاص معاف کیا گیا اس کا

(باقی بر صفحہ ۲۸)

(بقیہ تعزیراتِ اسلام)

فعل موجبِ قصاص تھا اور اس پر قصاص واجب ہو چکا تھا، جو معاف کرنے سے ساقط ہو گیا۔ لیکن صغیر اور مجنون کا فعل اس شخص کے فعل کے مانند نہیں ہے۔ لہٰذا قیاس باطل ہے[1]۔

قتل خطاء کی دیت۔ دفعہ ۲۴

جو دیت شبہِ عمد کی ہے وہی قتل خطاء کی بھی ہوگی۔

تشریح:۔ شبہ عمد درحقیقت خطاء کی ایک قسم ہے اور قتل خطاء میں نقود کی صورت میں ایک ہزار دینار یا دس ہزار درہم دیت مقدرہ ہے[2] جو عاقلہ پر مہلت کے ساتھ واجب الادا ہوگی اور مہلت کی تفصیل دفعہ ۲۴ میں گذر چکی ہے۔

---

[1] مکمل بحث دیکھیے اعلاء السنن جلد ۱۸ ص ۱۲۱۔ [2] ہدایہ جلد ۴ ص ۵۸۵۔